

”الامامة والسياسة“ کا مصنف کون ہے؟

تحریر: محمد نوری ☆

ترجمہ: ڈاکٹر سفیر اختر ☆

تاریخ اسلام کے طالب علم کتاب ”الامامة والسياسة“ سے بخوبی واقف ہیں۔ ناشرین نے، اگرچہ اسے ابن قتیبہ دیبوری (۲۱۳-۲۵۶ھ) کی تصنیف کے طور پر شائع کیا ہے، (۱) مگر ابن قتیبہ کی جانب اس کی نسبت کو بجیشت مجموعی ملکوں تسلیم کر لیا گیا ہے۔ حال ہی میں تہران سے اس کا فارسی ترجمہ ”امامت و سیاست: تاریخ الخلفاء“ کے نام سے شائع ہوا ہے (۲) جو مصطفیٰ البابی الحنفی-قاهرہ کے شائع کردہ عربی متن پر مبنی ہے۔ اس ترجمے کی اشاعت کی مناسبت سے ”فصل نامہ کتاب ہائی اسلامی“ (قم) (۳) میں جناب محمد نوری نے ”الامامة والسياسة“ کے مصطفیٰ کی تعین کے حوالے سے تحقیقات کا جائزہ لیا ہے۔

ابن قتیبہ کے آثار سے بصیر پاکستان و ہند میں عربی زبان و ادب اور تاریخ کے شاکرین نے دچپی کا اظہار کیا ہے۔ اس کی کتاب ”العارف“ کے دو ترجمے شائع ہوئے ہیں۔ ایک ناچہ ترجمہ سلام اللہ صدیقی نے ”تاریخ الانساب“ کے نام سے کیا تھا (کراچی: پاک اکیڈمی، ۱۹۸۵ء)، دوسرا ترجمہ پروفیسر علی محسن صدیقی کے قلم سے چند برس پہلے شائع ہوا ہے (کراچی: قرطاس، ۱۹۹۹ء)۔ اسی طرح ”الامامة والسياسة“ کے ایک حصے کا ترجمہ ملک محمد شریف سے یادگار ہے (ملتان: مکتبۃ الساجد، ۱۹۷۲ء)۔

ذیل میں مؤقر معاصر کے شکریے کے ساتھ جناب محمد نوری کے مقالے کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ جہاں کہیں اضافات کی ضرورت محسوس ہوئی ہے، اضافات [] میں درج کیے گئے ہیں۔

مترجم

کتاب ”الامامة والسياسة“ عہد عباسی [۱۳۲-۲۵۶ھ / ۷۲۹-۷۴۸ء] کے ایک معروف نسخ و اور مصنف ابو محمد عبدالله بن مسلم دیبوری معروف ہے ابن قتیبہ (۲۱۳-۲۵۶ھ / ۸۸۹-۸۲۸ء) کی جانب منسوب ہے۔ قدیم اہل قلم میں سے این ندیم نے ”الہبرست“ میں ابن قتیبہ کے حالات ندیگی اور اس کی تالیفات کے بارے میں لکھا ہے۔ دوڑ حاضر میں اس موضوع پر کثرت سے مقالات

اور کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں سے کارل بروکلمان اور آذرنوش^(۳) کے دو اہم مقالات کی جانب اشارہ کرنا ضروری ہے۔ روایت ہے کہ ابو بکر ابن ابباری (م ۳۰۲/۵۹۶ء) نے ابن قتیبہ اور [اس کے استاد] ابو حاتم بجستانی کی تردید میں ایک مستقل بالذات کتاب ”رسالۃ المشکل“ تالیف کی تھی۔

ابن قتیبہ کو عربی ادب، قرآن و حدیث، فقہ و کلام اور تاریخ میں وسیع معلومات کے باعث متاز حیثیت حاصل تھی۔ ان موضوعات پر اس نے تالیفات یادگار چھوڑی ہیں۔^(۴) اس کے دوسرے دو اختصاصات میں سے ایک تھی اور معززہ سے اس کا مبارزہ ہے، اور اس میں حدیث رسول اور نص شرعی کو معیار بنانا ہے۔^(۵) اس کا دوسرا اختصاص عباسی خلافت کے ساتھ اس کا تعاون ہے کہ متوكل علی اللہ [۵۲۳۲-۵۲۷۸ء] کے وزیر کی جانب سے دینور کے منصب قضا پر فائز ہوا تھا۔ شعوبیت کے علم برداروں سے اس کے مبارزے کو اس تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ عباسی خلافت کے قریب ہونا چاہتا تھا۔ وہ خود ایرانی تھا، مگر بعض کتابوں میں اس نے عجمیوں اور ایرانیوں پر عربوں کی برتری ثابت کی ہے۔^(۶)

کتاب ”الامامة والسياسة“ جو ”تاریخ الخلفاء“ کے نام سے بھی معروف ہے، خلافت ابو بکر^(۷) سے خلافت ہارون الرشید اور امین کے قتل ہونے تک مسلمانوں کی سیاسی تاریخ ہے۔ یہ کتاب اصلًا عربی میں لکھی گئی تھی اور کئی بار چھپی ہے۔ پہلی بار دو صدی [کذا: ایک صدی] پیشتر قاهرہ سے ۱۳۲۲ھ میں چھپی تھی۔^(۸) خلیل المصور نے اس کی تصحیح کی اور اسے ۱۹۹۷ء [۱۴۳۷-۱۸ھ] میں بیروت میں برائے طباعت پیش کیا۔ علی شیری نے بھی اس کا مصحح نسخہ مرتب کیا ہے جو چند بار چھپا ہے، ایران سے یہی نسخہ انتشارات شریف رضی کے توسط سے ۱۳۷۱ء [۱۹۹۳ھ] میں شائع ہوا۔

کتاب ”الامامة والسياسة“ کا متن اس کے مؤلف سے قطع نظر، تاریخی اور علمی قدر و قیمت کا حامل ہے اور تاریخ اسلام کی ابتدائی تین صدیوں کے واقعات [سے آگاہی] کے لیے اوپر مذکور متابع میں سے ہے۔ اس اہمیت نے بہت سے لوگوں کو اس کے مؤلف کے بارے میں تحقیق و تفصیل پر لگا دیا ہے کہ اس کا مؤلف ابن قتیبہ نہیں، اکثر، اور بالخصوص دور حاضر کے، محققین کا اس پر اتفاق رائے ہے، تاہم اس ملسلیے میں ہمیشہ یہ تین سوال اٹھائے گئے ہیں:

☆ اس کا مؤلف واقعتاً کون ہے؟

[فارسی] مترجم نے این تفیہ کے بارے میں صرف دو صفحے لکھے ہیں، اور جب اس کی کتابوں کا ذکر کرتے ہوئے ”الامامة والسياسة“ پر پہنچتے ہیں تو صرف یہ عبارت لکھنے پر التفاء کرتے ہیں: ”منسوب بہ وی“ (ابن تفیہ کی طرف منسوب ہے)، حالانکہ لازم تھا کہ مذکورہ بالا تینوں سوالوں کے جواب میں کتاب کے ایرانی قارئین کے لیے ان مطالب پر بحث کی جاتی۔ نائل اور کتاب کے پہلے صفحے پر کتاب کے ابن تفیہ کی جانب منسوب ہونے کا ذکر نہیں کیا گیا۔ ”الامامة والسياسة“ کے مصحح، خلیل المصور نے بھی اپنے مقدمے میں اس کتاب کے ابن تفیہ کی جانب منسوب ہونے کا کوئی اشارہ نہیں کیا۔ وہ صرف یہ عبارت لائے ہیں: ”كتاب الامامة والسياسة للعام الفاضل المورخ العظيم عبد الله بن مسلم بن تفیہ الدینوری۔“^(۹) اس عبارت سے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس کتاب کا لکھنے والا قطعی طور پر ابن تفیہ ہے۔

ابن ندیم پہلا شخص ہے جس نے نسبتاً تفصیل سے ابن تفیہ کی زندگی پر لکھا ہے اور اس کی کتابوں کی فہرست مرتب کی ہے، لیکن ابن تفیہ کی کتابوں میں ”الامامة والسياسة“ کا کوئی ذکر نہیں کیا۔^(۱۰) ابن تفیہ کی کتابوں کی تعداد ۳۲۲ سے تین سو تک شمار کی گئی ہے۔^(۱۱) آذرنوش نے جبراڈ لے کاتے (Gerard Lecomte) کی پیروی میں ابن تفیہ کی کتابوں کو سات انواع میں تقسیم کیا ہے: (۱) وہ کتابیں جن کے ابن تفیہ کی جانب انتساب میں کوئی اختلاف نہیں، اور سبھی ”عینون الاخبار“ کی طرح مطبوعہ ہیں۔ (۲) وہ کتابیں جن کے ابن تفیہ کی طرف انتساب میں کوئی اختلاف نہیں، لیکن ابھی تک غیر مطبوعہ ہیں۔ (۳) وہ کتابیں جو ضائع ہو گئی ہیں، یا جن کی نسبت ابن تفیہ کی طرف مشکوک ہے۔ (۴) وہ کتابیں جن کے موجود ہونے کا امکان ہے، اور شاید کبھی دریافت ہو جائیں۔ (۵) وہ کتابیں جن کے بارے میں ان کے ناموں کے علاوہ ہم کچھ نہیں جانتے۔ (۶) وہ کتابیں جن کے نام کچھ دوسری معروف کتابوں کے ناموں پر ہیں، یا کسی کتاب کے کسی حصے پر ان کا اطلاق کیا گیا ہے۔ (۷) وہ کتابیں جن کا ابن تفیہ کی طرف انتساب قطعی طور پر، یا قوی احتمال کی بنیاد پر درست نہیں۔ آذرنوش اپنے دلائل کی بنیاد پر کوئی فیصلہ کیے بغیر، کتاب ”الامامة والسياسة“ کو ساتویں نوع کے زمرے میں شمار کرتا ہے،^(۱۲) اور اپنی تائید میں لے کاتے کی کتاب کا حوالہ دیتا ہے۔

- ۱۔ کتاب کے متن میں ایک ایسی خاتون کا ذکر ہے، اور اس سے روایت لی گئی ہے، جسے فتح اندرس (۶۹۲ھ) کا عینی شاہد قرار دیا گیا ہے، جب کہ ابن تھبیہ کی ولادت ۷۳۳ھ کی ہے۔
- ۲۔ کتاب کے متن میں ابن ابی لیلی کی عبارتیں نقل کی گئی ہیں، حالانکہ وہ ۱۴۸ھ میں کوفہ میں قاضی ہوا، اور اس کا ابن تھبیہ کی زندگی کے ماہ و سال سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔
- ۳۔ قدیم اہل قلم کی تالیفات میں اس کتاب کا ذکر نہیں۔
- ۴۔ خود ابن تھبیہ نے اپنی دوسری کتابوں میں اس کا نام نہیں لیا۔ (۱۳)
- ثروت عکاشہ، محمد اسکندرانی، علی شیری اور رسول جعفریان نے چند اور دلائل پیش کیے ہیں، جنہیں ہم اور پر کے دلائل میں بطور اضافہ لاتے ہیں:
- ۵۔ متن کتاب میں آیا ہے کہ مؤلف دمشق میں تھے، حالانکہ ابن تھبیہ دینور کے علاوہ بغداد سے باہر کیہیں نہیں گیا۔
- ۶۔ مؤلف کتاب موئی بن نصیر کے حملہ مرکش کا ذکر کرتا ہے، حالانکہ یہ شہر یوسف بن تاشفین نے ۳۵۳ھ میں آباد کیا تھا، اور یہ بیان، ۲۷۶ھ میں ابن تھبیہ کی وفات کے ساتھ بالکل بے جوڑ ہے۔
- ۷۔ کتاب "الامامة والسياسة" کی نشر اور اسلوب تحریر ابن تھبیہ کی دوسری کتابوں سے مطابقت نہیں رکھتا۔ (۱۴)

اس سے قبل ابن تھبیہ کی جانب کتاب "الامامة والسياسة" کے غلط انتساب پر مستشرقین قلم الٹا چکے تھے، اور اپنی تحریروں میں یہی دلائل پوری تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے تھے۔ پہلا مستشرق جس نے اس کتاب کا ابن تھبیہ کی تالیف ہونا محال خیال کیا تھا، ہسپانوی محقق گائیگوں تھا۔ تاریخ اسلام پر اس کی گہری نظر تھی اور ۱۳۰ سال پیشتر اس موضوع پر اس نے ایک کتاب شائع کی تھی۔ اس کے مباحث میں سے ایک "الامامة والسياسة" کا ابن تھبیہ کی جانب انتساب بھی ہے۔ (۱۵)

گائیگوں سے تقریباً چاہیس برس بعد ڈوزی نے [اس موضوع پر] اپنی تحقیقات کا اضافہ کیا اور گائیگوں کے دلائل کو تقویت دی۔ (۱۶) ڈوزی کے بعد بروکلمان نے "انسائیکلو پیدیا آف اسلام" (چاپ: لیڈن) کے مقالہ "ابن تھبیہ" میں اس کتاب کے انتساب پر بحث کی، البتہ بروکلمان نے دی خوبہ کی تحقیقات سے بھی استفادہ کیا ہے۔ (۱۷) اس بات نہایت ضروری ہے کہ [اس بحث میں

کتاب لکھی، اور وہ "الامامة والسياسة" کے انتساب کے بارے میں اختلاف کو ساتویں صدی ہجری تک پیچھے لے گئے، اور انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ پہلا شخص جس نے اس کتاب کے این تقیہ کی جانب انتساب میں شک کیا وہ ساتویں صدی ہجری کا ابویکر محمد معافری تھا۔^(۱۹)

ابن قتیہ کی جانب کتاب کے انتساب کی مخالفت کرنے والوں نے جو مذکورہ سات دلائل پیش کیے ہیں، ان پر جراحتل جبور نے شک کا اظہار کیا ہے۔ جبور پہلی دلیل کے بارے میں کہتے ہیں: "ممکن ہے کہ سند میں سے چند ایک افراد کے نام ساقط ہو گئے ہوں"، نیز جبور اس بحث کو اپنی بات کی تائید میں لائے ہیں کہ کتاب "الامامة والسياسة" کے نسخوں میں "ذکروا" کہہ کر یہ بات کہی گئی ہے۔

جبور پہلی تردید دوسری دلیل کے بارے میں بھی لائے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن قتیہ اور ابن ابی لیلی کے درمیان راویوں کے نام حذف ہو گئے ہیں، یا ابن قتیہ نے جان بوجہ کر واقعات "مرسل صورت" میں (استناد کے راویوں کا ذکر کیے بغیر) بیان کیے ہیں۔ جبور، ابن ابی لیلی سے استناد اور "عيون الاخبار" میں اس کی روایت کو اپنے موقف کی تائید میں پیش کرتے ہیں کہ ابن قتیہ، ابن ابی لیلی سے بغیر واسطے کے براہ راست نقل کرتا ہے، اور یہ اس کا روایہ ہے۔ پانچوں دلیل کے بارے میں جبور کا کہنا ہے: "میں نے کتاب "الامامة والسياسة" کو دو مرتبہ پڑھا ہے، لیکن مجھے دمشق میں مؤلف کی اقامت کا صراحة سے کوئی ذکر نہیں ملا۔ ایسا نظر آتا ہے کہ گائیگوں کو فہم عبارت میں استنباط ہوا ہے"۔

جبور چھٹی دلیل بھی قبول نہیں کرتے، کیوں کہ ۱۳۳۱ھ [کذا] کی اشاعت میں "مراکش" کا نام نہیں آیا، بلکہ صرف "مغرب" کا ذکر ہوا ہے۔ گائیگوں موسیٰ بن نصیر کی قلمرو کو مغرب اقصیٰ جانتا ہے، اس لیے سہوا متن میں مذکور مغرب کی جگہ مراکش کا ذکر کر دیا ہے۔^(۲۰) جبور دوسرے دلائل کو بھی قبل گرفت سمجھتا ہے۔^(۲۱) اس کے نزدیک ضروری ہے کہ زیادہ مضبوط دلائل سے استناد کیا جائے، تاہم وہ خود اس کتاب کا ابن قتیہ کی جانب انتساب غلط سمجھتا ہے۔ مثال کے طور پر ابن قتیہ عباسی خلفاء کی تاریخ لکھتا ہے، حالانکہ ان خلفاء کا زمانہ ابن قتیہ کی زندگی کے بعد کا ہے۔ ابن قتیہ اپنے معمول کے مطابق دوسروں کی کتابوں کے مطالب کا ذکر کرتا ہے، لیکن "الامامة والسياسة" میں

نہایت سنجیدہ نقد و گرفت کرتے ہیں، لیکن ان کے ساتھ ایک لکھتے میں اشتراک نظر رکھتے ہیں، اور وہ لکھتے یہ ہے کہ ”الامامة والسياسة“ بہر حال ابن تھبیہ کی تالیف نہیں۔

بروکلمان دوسرے سوال کے جواب میں، دی خوبیہ کے قول کی بنیاد پر، اس کتاب کو مصر، شمالی افریقہ یا ابن تھبیہ کے کسی معاصر لکھنے والے کی تالیف سمجھتا ہے۔^(۲۳) بروکلمان نے لکھنے والے کے نام کی تعینیں اور شاخت کے بارے میں کوئی کوشش نہیں کی، چنانچہ مؤلف کا نام آشکارا نہ ہوا۔

اس سوال کے تجزیے میں کہ کتاب کے مؤلف نے اپنا نام کیوں چھپایا، یا اپنے نام کی جگہ ابن تھبیہ کا نام کیوں استعمال کیا ہے، یہ کہا گیا ہے:

ابن تھبیہ دنیاۓ اسلام کی ایک مشہور شخصیت تھی، اور مؤلف نے اپنی آراء کے عام کرنے کے لیے اس شہرت سے استفادہ کیا ہے۔^(۲۴)

اسحاق حسینی کے پیش کردہ مفروضے کے مطابق اس بات کا امکان ہے کہ کتاب میں کوئی فصل یا فصلیں ابن تھبیہ کے قلم سے موجود ہوں، اور ابن تھبیہ کی شہرت کی بنیاد پر بعد میں پوری کتاب اس کے نام سے معروف ہو گئی ہو۔^(۲۵)

اس وقت جب کہ مؤلف [کی تعین] کے بارے میں گائیگوں کی بھرپور تلاش و جستجو کا میاب نہ ہوئی، جبور نے دعویٰ کیا کہ کتاب کے اصل مؤلف کا سراغ لگا لیا گیا ہے۔ وہ اس اکشاف کی داستان ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

پندرہ برس پیشتر جب میں ابن بثام کی کتاب ”الذخیرہ فی محاسن اہل الجزیرۃ“ [کے متن کی تحقیق] میں مصروف تھا۔ اس میں میں نے ابن حزم کے بارے میں اطلاعات کے ساتھ اس کی کتابوں کی فہرست دیکھی جس میں دوسری کتابوں کے ساتھ ”الامامة والسياسة“ کا ذکر بھی تھا۔ اس بات نے میرے خیال کو محکم کر دیا، کیوں کہ اس سے پہلے میرا قیاس تھا کہ ”الامامة والسياسة“ کا مؤلف کوئی اندلسی مفکر ہے۔ بعد میں مزید مطالعے سے مجھے یقین ہو گیا کہ کتاب کا مؤلف ابن حزم ہے۔^(۲۶)

جبور کا یہ خیال ”الامامة والسياسة“ کے متن، ابن حزم کی دوسری کتابوں سے اس کی [میہدہ] ہم آہنگی اور تاریخی قرائی پر منی ہے۔^(۲۷) ان دلائل کا خلاصہ یہ ہے:

- میں جو زاویہ نظر اختیار کیا گیا ہے، یہ ابن حزم کی زندگی کے آخری حصے کے مطابق ہے۔
- ۲۔ [کتاب میں مؤلف کا] صحابہ اور ائمہ کے بارے میں روایت ابن قتیبہ کے مشرب کے مطابق نہیں، البتہ ابن حزم کے نقطہ نظر سے ہم آہنگ ہے۔
- ۳۔ متن میں شیعہ کی جانب میلان اور امویوں کی مخالفت ابن قتیبہ کے بجائے ابن حزم کے مشرب کی نشان دہی کرتی ہے۔
- ۴۔ مؤلف نے اندرس اور مغرب کی فتوحات کی تفصیل دی ہے، لیکن شام، مصر، عراق اور ہندوستان کی فتوحات کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ یہ مؤلف کے انتخاب اور احتیاط کا اظہار ہے، اور اس کا تعلق منطقہ مغرب و اندرس سے ہے۔
- ۵۔ ابن عبدربہ کا نقطہ نظر، اور کتاب ”عقد الفرید“ میں اس کی بعض عبارتیں ”الامامة والسياسة“ سے مشابہ ہیں۔ گویا ابن عبدربہ اور ابن حزم دونوں نے مادتی سے اقتباس کیا ہے۔ (۲۸)
- بہر حال جبور کا پختہ خیال ہے کہ ابن بتام کے ہاں ”الامامة والسياسة“ کے مصنف کے طور پر ابن حزم کے ذکر، اور ابن قتیبہ کے عدم ذکر سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ یہ کتاب ابن حزم کی تالیفات میں سے ہے۔ (۲۹)
- محمد یوسف نجم نے ایک مقالے میں جبور کے دلائل پر گرفت کی ہے۔ نجم، جبور کے دعوے کو اس اطلاع پر بنی قرار دیتا ہے جو ابن بتام کی کتاب ”الذخیره“ میں آئی ہے، حالانکہ اس کی رائے میں ”مجمل الادباء“ میں جو ”الذخیره“ سے تمیں برس پہلے شائع ہوئی تھی، یہی اطلاع موجود ہے۔ (۳۰) نجم کو اس بات پر تعجب ہے کہ ابو بکر ابن العربي، ابن حزم کا معاصر تھا اور اسے بخوبی جانتا تھا، اس نے ”الامامة والسياسة“ کو ابن حزم سے کیوں منسوب نہ کیا اور ابن قتیبہ سے کیوں منسوب کیا ہے؟ نجم اس نکتے کو جبور کے دعوے کا ایک نقش خیال کرتا ہے۔

اسی طرح نجم کا خیال ہے کہ ابن حزم کی کتابوں کے جلائے جانے کا حدودہ (۳۹۲-۳۹۳ھ) مختصر وقت، یعنی کم و بیش دو سال کے لیے پیش آیا تھا، اور جغرافیائی طور پر اس کا تعلق ایک محدود سے علاقے سے تھا، اس لیے ابن حزم کی تمام کتابیں نایید نہیں ہوئیں۔ ابن حزم اپنی زندگی میں ابن قتیبہ سے زیادہ شہرت رکھتا تھا، اور اس کی وفات پر ظاہری مکتب فکر نے خاصاً فروغ

حزم کی کتابوں کی خرید و فروخت کرتے تھے، درست معلوم نہیں ہوتا۔ (۳۱)

بہرحال نجمؑ نے جبور کے دلائل کا تفصیل سے جائزہ لیا ہے، اور نقد کرتے ہوئے انہیں رد کر دیا ہے، تاہم نجمؑ نے آخر الامر یہ نتیجہ نکلا ہے کہ ابن قبیہ کی طرف کتاب ”الامامة والسياسة“ کی نسبت بوجوہ مشکل ہے، لیکن اسے ابن حزم سے منسوب کرنا بھی صحیح نہیں۔

جمؑ کے اظہار خیال کے بعد جرائیں جبور نے دوبارہ ایک طویل مقالے (۱۶ صفحات) میں نجمؑ کے نقطہ نظر کا جائزہ لیا اور اپنے اس نظریے پر اصرار کیا ہے کہ ”الامامة والسياسة“ ابن حزم کی تالیف ہے۔ (۳۲) اس مقالے کے آخر میں جبور سفارش کرتا ہے کہ مختص محققین اس اہم کتاب کے تمام خطی نسخوں کا [قابلی] مطالعہ کرتے ہوئے اس کی تصحیح کریں، اس کا متن متعدد مقامات پر غیر واضح ہے، نیز ابن عبدربہ کی کتاب ”عقد الفرید“ جیسی اُن کتابوں کا بھی جائزہ لیا جائے جن کی عبارت اور متن اس کتاب سے تشابہ رکھتا ہے، تاکہ کوئی صحیح تر نتیجہ ہاتھ آئے۔ ”الامامة والسياسة“ میں جاظہ، مذاکی، پیغم بن عدی اور ابن قبیہ کے اقوال بکثرت نقل کیے گئے ہیں، صحیح علمی روشن پر ان کی جائیج پڑتال کرے۔ بہرحال جامع و کامل تصحیح و تشقیح کے بعد ہی اس کتاب کے بارے میں زیادہ تر مشکلات، جن میں اس کے انتساب کا مسئلہ بھی شامل ہے، دور ہوں گی۔

کتاب ”الامامة والسياسة“ کو سب سے پہلے کس نے ابن قبیہ کی طرف منسوب کیا ہے؟ اس مسئلے میں بھی اختلاف ہے۔ گاہے ابویکبر ابن العربي (۵۵۳ھ) کو پہلا فرد سمجھا جاتا ہے جس نے ”العواصم من القواسم“ میں (صفحات ۲۲۵، ۲۲۸) اسے ابن قبیہ سے منسوب کیا ہے، (۳۳) لیکن شیری نے ابوعبداللہ التوزی معروف بہ ابن شباط کو ”صلة السلط“ میں ”الامامة والسياسة“ کو ابن قبیہ سے منسوب کرنے کی بنیاد پر اس سلسلے میں اولین فرد قرار دیا ہے۔ (۳۴) قاضی ابویکبر ابن العربي نے دو جگہ اپنی کتاب میں اصحاب کرامؓ کے دفاع میں ”الامامة والسياسة“ کا حوالہ دیا ہے۔ پہلی بار (ص ۲۲۵) کتاب کا ذکر نہیں کیا، اور ”الامامة والسياسة“ کی عبارت اس کی سند کے ساتھ نقل کی ہے، لیکن دوسرا بار (ص ۲۲۸) صراحةً ”الامامة والسياسة“ کو ابن قبیہ کی تالیف قرار دیا ہے، تاہم ”العواصم من القواسم“ کے محقق محبت الدین الخطیب نے حاجیے میں اس انتساب کو ابویکبر ابن العربي کا سہو بیان کیا ہے۔

فہماء نے ابن حزم اور اس کی آراء کی اس حد تک مخالفت کی کہ اس کی کتابیں جلوا دیں، مگر ان قتبیہ ان کے درمیان اچھی شہرت رکھتا تھا۔ اس لحاظ سے یہ امر فطری تھا کہ تاجر ان کتب ”الامامة والسياسة“ کو بازار میں رکھنے کے لیے اسے ابن قتبیہ کی جانب منسوب کر دیں، (۳۶) یا بعض لوگوں نے کتاب کی حفاظت اور اسے ضائع ہو جانے سے بچانے کی خاطر ابن قتبیہ سے منسوب کر دیا۔

ابن قتبیہ کی جانب کتاب کے انتساب کے حوالے سے ماضی سے لے کر حال تک کی متنوع تحقیقات سے پانچ نظریات سامنے آتے ہیں:

- ۱۔ یہ ابن قتبیہ کی تالیف ہے۔
- ۲۔ کتاب کے بعض حصے ابن قتبیہ کے لکھے ہوئے ہیں۔
- ۳۔ ابن حزم کی تالیف ہے۔
- ۴۔ شمالی افریقہ یا مصر کے کسی دانش در کی کاؤش ہے۔
- ۵۔ ابن قتبیہ کی تالیف نہیں، لیکن ہم نہیں جانتے کہ کس کی تالیف ہے؟

امید ہے کہ جدید تحقیقات کے نتیجے میں اس معنے کا راز کھل جائے گا۔

آخر میں یہ کہنا ضروری ہے کہ مسلمانوں کی تاریخ نگاری اور سیاسی فکر میں ”الامامة والسياسة“ ایک بہت ہی اہم متن ہے، اور اس کے فارسی ترجمے کو نیک فال سمجھنا چاہیے، اگرچہ ایک ایسے تجزیاتی مقدمے کی جگہ خالی ہے جو اس کتاب کی مختصر تاریخ، اہمیت اور اس کی محتويات کے جائزے پر مشتمل ہو، تاکہ فارسی دان [اور دوسرے] قارئین بہتر تفہیم، اور زیادہ جذب و توجہ سے اس کے مطالب کا استقبال کریں۔ اس مقالے میں کتاب کے صرف ایک پہلو، یعنی ابن قتبیہ کی جانب اس کے [صحیح یا غلط] انتساب پر لکھا گیا ہے۔ ثابتہ امر یہ ہوگا کہ محققین اس کے فارسی ترجمے کی نوعیت کے ساتھ کتاب کے دوسرے پہلوؤں پر توجہ دیں۔

حوالی

- ۱۔ [مطبعة مصطفى محمد صاحب المكتبة التجارية الکبرى]- مصر نے ایک ایڈیشن ”تاریخ الخلفاء الراشدين و دولۃ بنی امية المعروفة بالامامة والسياسة“ کے عنوان سے ۱۹۱۰ھ/۱۳۲۸ میں شائع کیا۔ شرکة مکتبۃ و مطبعة مصطفى البالی

- [۸۲-۷۵ صفحات] سال دوم، شماره چهارم، بهار ۱۳۸۰ھش، اسلامی آف آنلائیو پیڈیا اسٹریٹ (لین) برکان کا مقالہ "انسلیکو پیڈیا آف اسلام" اور آذربائیجان آذربائیجان کا مقالہ "وزارت المعرفہ بزرگ اسلامی" میں شائع ہوا ہے۔
- ۵۔ دیکھیے: عبدالله الجبوری، "دراسة في كتب ابن قتيبة"، مجلہ آداب المستنصریہ، شمارہ ۲ (۱۹۷۷ء)، صفحات ۱۰۵-۱۳۲ شمارہ ۳ (۱۹۷۸ء)، صفحات ۲۲۳-۲۵۰ دیکھیے: عبدالله الجبوری، "دراسة في كتب ابن قتيبة"، مجلہ آداب المستنصریہ، شمارہ ۲ (۱۹۷۷ء)، صفحات ۱۰۵-۱۳۲
- ۶۔ ابن قتيبة کے کامی نظریات کا تجویز کاظم حلیط کی کتاب "مع ابن قتيبة في العقيدة الإسلامية" (بیروت: الشرکة الحالیة لطبع الكتاب، ۱۹۹۰ء) میں موجود ہے۔
- ۷۔ شعوبیت اور شعوبیت کی مخالفت کے موضوع پر ابن قتيبة کے نظریات کے حوالے سے متعدد تحریریں شائع ہوئی ہیں۔ ان میں سے دیکھیے: عبدالله الجبوری، ابن قتيبة والشعوبی، بغداد: ۱۹۹۰ء
- ۸۔ دیکھیے: برکان، مقالہ "ابن قتيبة، انسلیکو پیڈیا آف اسلام (لین)"، نیز یوسف الیان سرکیس، مجمم المطبوعات العربیہ والمریب، قم، ۱۳۱۰ھ، ص ۲۱۲
- ۹۔ الامامة والسياسة، بیروت: دارالكتب العلمیہ، ۱۹۹۱ء، ص ۳
- ۱۰۔ الغیرست، به کوش رضا تجدید، تهران، ۱۳۷۳ء، صفحات ۸۵-۸۲ [اردو ترجمہ محمد اسحاق بھٹی، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۶۹ء، صفحات ۱۹۶-۱۹۷؛ انگریزی ترجمہ The Fihrist of al-Nadim (ترجمہ پیارڈ ڈاچ)، نیویارک: کولمبیا یونیورسٹی پرنسپلیس ۱۹۷۰ء، صفحات ۱۷۰-۱۷۲]۔
- ۱۱۔ جرائل جبور، "كتاب الامامة والسياسة"، الابحاث، سال ۱۳ (۱۹۶۰ء)، ص ۳۸۳
- ۱۲۔ وزارت المعرفہ بزرگ اسلامی، تهران، ۱۳۷۰ھش، ج ۳، صفحات ۲۵۸-۲۵۹
- ۱۳۔ عبدالله الجبوری، "دراسة في كتب ابن قتيبة"، "مجلہ آداب المستنصریہ" شمارہ ۳ (۱۹۷۸ء)، ص ۲۲۵
- ۱۴۔ محمد اسكندرانی، "مقدمة" کتاب عینون الاخبار، بیروت، ۱۹۹۱ء، جلد، ص ۲۵؛ ثروت عکاشہ، "مقدمة" کتاب المعرف، ص ۵۹؛ رسول جعفریان، "منالع تاریخ اسلام" قم، ۱۳۷۲ء، ص ۱۱۳؛ علی شیری، "مقدمة" کتاب الامامة والسياسة، ص ۸۔
15. Pascual De Gayangos, *The History of the Mohammedan Dynasties in Spain*, 2 Vols., London, 1840-43.
16. R.Dozy, *Reserches Sur'l Histoire et la Litterature de l'Espagne Pendant le Moyen Age*, Leyden, 1881, Vol.1, pp.21-28.
- ۱۷۔ یہ تحقیقات ان کوائف کے ساتھ شائع ہوئی ہیں:

- of Ibn Qutayba ، بیروت، امریکن پرنس، ۱۹۵۰ء، ص ۵۵] اسحاق موسیٰ حسینی کی کتاب کا ہاشم یاغی نے عربی میں ترجمہ کیا ہے (ابن قتیبہ، بیروت: المؤسسة العربية للدراسات والنشر، ۱۹۸۰ء، ص ۷۸)
- ۲۰۔ جبرائیل جبور، "كتاب الامامة والسياسة"، صفحات ۳۸۸-۳۸۹
- ۲۱۔ ایضاً
- ۲۲۔ ایضاً جبرائیل جبور کا یہ کہنا درست نہیں کہ "الامامة والسياسة" میں عباسی خلفاء کا ذکر کیا گیا ہے، جو ابن قتیبہ کی رحلت کے بعد برس اقتدار آئے تھے۔ کتاب "الامامة والسياسة" میں ہارون الرشید کی خلافت کے حالات میں جس کا زمانہ خلافت ۱۹۳ھ میں ختم ہو گیا تھا، اور ابن قتیبہ اس کے میں برس بعد ۲۱۳ھ میں پیدا ہوا، اور تیس چالیس برس بعد جوان ہونے والے ایک فرد کے لیے ممکن ہے کہ وہ محدثین کا ذکر کر سکے۔
- ۲۳۔ دیکھیے: انیکلو پیڈیا آف اسلام، مقالہ "ابن قتیبہ"
- ۲۴۔ اسحاق موسیٰ حسینی، "ابن قتیبہ" [ترجمہ] ، ص ۷۸،] The Life and Works of Ibn Qutayba
- ۲۵۔ ایضاً ص ۵۵
- ۲۶۔ جبرائیل جبور، "كتاب الامامة والسياسة"، ص ۳۹۰
- ۲۷۔ ایضاً
- ۲۸۔ ایضاً، ص ۳۹۰-۳۹۵
- ۲۹۔ ایضاً
- ۳۰۔ ایضاً
- ۳۱۔ محمد یوسف شخم، "كتاب الامامة والسياسة"، مجلہ "الباحث"، سال ۱۳، شمارہ ۱ (۱۹۶۱ء)، ص ۱۲۲
- ۳۲۔ ایضاً، ص ۱۲۳؛ جبرائیل جبور، "كتاب الامامة والسياسة"، مجلہ "الباحث"، سال ۱۳، ش ۲ (۱۹۶۰ء)، صفحات ۳۲۱-۳۲۲
- ۳۳۔ جبرائیل جبور، "كتاب الامامة والسياسة"، مجلہ "الباحث"، سال ۱۳، شمارہ ۲ (۱۹۶۱ء)، صفحات ۳۲۶-۳۳۱
- ۳۴۔ ایضاً، صفحات ۳۹۲-۳۹۳
- ۳۵۔ عبداللہ جبوری، "دراسة في كتاب ابن قتيبة" ، ص ۲۲۶؛ جبرائیل جبور، مقالہ "كتاب الامامة والسياسة" ، ص ۸۲۷
- ۳۶۔ القاضی ابوکر بن العربي، العواصم من القواسم في تحقیق مواقف الصحابة (تحقیق محمد الدین الخطیب)، بیروت، ۱۹۸۶ء
- ۳۷۔ جبرائیل جبور، "الامامة والسياسة"، صفحات ۳۹۲-۳۹۳

اداره تحقیقات اسلامی

ایشانیشن اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

مجمع اصطلاحات حدیث

مرتب ڈاکٹر سہیل حسن

بنی کریم مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی اطاعت کا تقاضا تھا کہ ان کی مبارکہ زندگی کی تابعین نے ایک ایک لمحہ محفوظ کر لیا جاتا۔ یہ ذمہ داری صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ رسول کا ایک گران قدر ذخیرہ محفوظ کر دیا۔ محمد بن کرام اپنے ذوق و استطاعت اور مسلم معاشرے کی بلتی ہوئی ضرورتوں کے تحت ہر دور میں حدیث رسول کی ترقی و اشاعت کے لیے کوشش رہے۔ ان کے غور و فکر اور کدو کاوش کے نتیجے میں حدیث کی اصطلاحات وضع ہوئیں اور ”اصول حدیث“ نے ایک باقاعدہ علم کی شکل اختیار کر لی۔ گذشتہ دس پندرہ برسوں میں اصول حدیث پر عربی اور بعض دوسری زبانوں میں معاجم کی شکل میں متعدد کتابیں شائع کی گئیں۔ اردو میں بھی ایک ایسی کتاب جامع کاوش کی ضرورت تھی۔ اس پس منظر میں ادارہ تحقیقات اسلامی نے یہ کتاب پیش کی ہے۔ کتاب میں نہ صرف اس فن کی تمام اصطلاحات جمع کردی گئی ہیں بلکہ علمی مطالب کو عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

مجم

رسالة مصطفى العجمي في معرفة علوم الحكمة
الدينية والآدبية

اداره تحقیقات اسلامی
اسلام آباد

ISBN No. 969-408-229-3(PB)

٣٢٣ - صفحات

یقینت: ۱۳۴۵ روپے

قارئین اور ادارے جو اس کتاب سے خصوصی طور پر استفادہ کر سکتے ہیں:

علمی طلب، هم تاریخ است و نه آنچه در اینجا مذکور است.

۱۰۷- مکالمہ کے کام کی کوئی کارکردگی نہیں۔

نہاب منکارے یا ادارہ ہی سایوں فی بھرست حاصل رہنے لئے یہ رابطہ رہا ہے

د از زیست مطبوعات، اداره حقیقته اسلامی، تین افواجی اسلامی یونیورسیتی پرست هش سه ۱۰۳۵، اسلام آباد